میاں بیوی کے حقوق

میاں بیوی ایک معاشرے کے بنیادی ستون ہیں، لہٰذا اسلام ان کی اصلاح پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے: اور اے نبیؐ، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر اِن لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے لونڈی غلام، وہ زیردست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اے مومنو، تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے (24:31)۔ مزید کہتا ہے: مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے اُن میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور **اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں**...(4:34). اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں پر بعض فرائض اور ذمہ داریاں عائد کی ہیں، جن میں شوہر اور بیویوں کے حقوق شامل ہیں۔ یہ توازن پیدا کرنے کے لئے ہیں تاکہ شوہر اور بیوی دونوں اپنی اپنی صلاحیتوں کے حساب سے اپنے اپنے مخصوص حقوق سے لطف اندوز ہوں، جیسا کہ آیت (2:228) میں درج ہے: عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔ اور سب پر اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا موجود ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں پر کچھ فرائض اور ذمہ داریاں عائد کی ہیں، جن میں شوہروں اور بیویوں کے حقوق اور فرائض بھی شامل ہیں۔ جیسے عورت کے اپنے شوہر پر کچھ حقوق ہیں، اسی طرح بدلے میں شوہر کے اپنی بیوی پر کچھ حقوق ہیں۔ اسلام نے میاں بیوی کے حقوق واضح کر دیئے ہیں۔ حقوق کا مقصد ہے تاکہ خاندان خوش اسلوبی سے چلیں۔ حقوق پر ایک دوسرے کی رضامندی کے ساتھ سمجھوتا کیا جا سکتا ہے۔ اسلام خاوند پر خوراک، رہائش اور لباس فراہم کرنے کی ذمہ داری عائد کرتا ہے، اور اسی لیے اُسے خاندان کا سربراہ بنایا گیا ہے۔ خاوند کو شادی کے معاہدے کے مطابق اپنی بیوی کو حق مہر ادا کرنا ہوتا ہے۔ اللہ آیت (4:4) میں کہتا ہے: اور عورتوں کے مہر خوشدلی کے ساتھ (فرض جانتے ہوئے) ادا کرو، البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے مہر کا کوئی حصہ تمہیں معاف کر دیں تو اُسے تم مزے سے کھا

سکتے ہو۔ نبیؐ نے کہا کہ مہر کو اس طرح سے طے کرو کہ یہ بہت کم نہ ہو کہ خاتون کی قدر نہ رہے، اور اتنی زیادہ بھی نہ رکھو کہ خاوند ادا نہ کر سکے، بلکہ اِسے ہونے والے خاوند کی حیثیت کے مطابق مقرر کیا جانا چاہئے۔

خاوند کے حقوق

اسلام میں شوہر کے حقوق بہت زیادہ نہیں ہیں، واحد کفیل ہونے کے ناطے، وہ خاندان کا سربراہ ہے۔ جیسے بیوی اپنے شوہر سے اچھے رویے کا حق رکھتی ہے، شوہر بھی اپنی بیوی سے اچھے رویے کا حق رکھتا ہے۔ اگر شوہر اور بیوی کے درمیان باہمی محبت اور احترام نہیں ہو گا تو وہاں نہ کوئی سچا ساتھ ہو گا اور نہ ہی افہام و تفہیم ہو گی، جس کے نتیجے میں شادی بوسیدہ ہو کر ختم ہو جائے گی (جو شیطان کو بہت محبوب ہے)۔

شوہر اور بیوی دونوں کو روزانہ کی بنیاد پر اپنے تعلقات میں شفقت، معاف کرنے، اور ہمدردی کے جذبات کو فروغ دینے کے لیے عملی مشق کرتے رہنا چاہئے، تاکہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے ایک صحت مند اور خوش گوار ماحول پیدا کر سکیں۔ مندرجہ ذیل حدیث میں مردوں کے کچھ حقوق بیان کیے گئے ہیں، اس میں جابرؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے اپنے آخری خطبہ میں کہا تھا: ''عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو! بیشک تم نے انہیں اللہ کے نام پر لیا ہے، اور اللہ تعالٰی کے الفاظ کے ساتھ تمہارے اُن کے ساتھ تعلقات کو حلال بنا دیا گیا۔ تمہارے بھی اُن پر حقوق ہیں کہ وہ کسی کو اپنے بستر پر بیٹھنے کی اجازت نہ دیں (یعنی اُنہیں گھر میں داخل نہ ہونے دیں) جنہیں تم پسند نہیں کرتے۔ لیکن اگر وہ ایسا کرتی ہیں تو، تم انہیں سزا دے سکتے ہو، لیکن سخت نہیں۔ تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم مناسب طریقے سے انہیں کھانا اور لباس فراہم کرو" (مسلم، 1218)۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: "جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر میں بلائے اور وہ انکار کر دے، اگر وہ اُس سے ناراض ہو کر سو جاتا ہے، تو وہ فرشتے اُس پر صبح تک لعنت بھیجتے ہیں" (مسلم، 1436)۔ اس کا جواز غیر قانونی جنسی تعلقات کو روکنا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا: "سب سے اچھی خاتون وہ ہے، جب تم اسے دیکھو تو تمہیں خوشی ہو۔ جب تم اسے حکم دو تو اطاعت کرے۔ اگر تم اس سے دور ہو تو وہ اپنی اور تمہاری جائیداد کی حفاظت کرے" (طبرانی)۔

خاوند کا ایک حق اپنی بیوی پر یہ بھی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو کہہ سکتا ہے کہ وہ فرض عبادت کے علاوہ نفلی عبادت نہ کرے، تاکہ وہ اس کے ساتھ زیادہ وقت گذار سکے (تاکہ وہ کہیں اور نہ دیکھے)۔ نبیؐ نے فرمایا: " خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی کا روزہ رکھنا جائز نہیں (رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ)۔ بیوی کو چاہیے کہ کسی

ایسے شخص کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے جسے اُس کا خاوند ناپسند کرتا ہو" (ترمذی)۔ مومنوں کی ماں ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: "ہر وہ عورت جس کا خاوند اس سے راضی ہے، خوش اور مطمئن ہے، تو وہ جنت میں جائے گی" (ترمذی)۔

خاوند کے حقوق

i) بیوی کو اپنے خاوند سے پیار، اُس کی عزت اور اطاعت کرنی چاہیے (کیونکہ وہ واحد کفیل ہے)، اگر اُس کا حکم اللہ اور اس کے رسول کے حکم منافی نہ ہو۔ نبیؐ نے فرمایا، "اگر کسی شخص کو دوسرے شخص کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی، تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (اطاعت اور احترام میں، نہ کہ عبادت کے لیے)" (ابوداؤد)۔

ii) جب شوہر اپنی بیوی کو بستر پر بلائے، تو اسے بغیر عذر کے انکار نہیں کرنا چاہئے۔

iii) بیوی اُس شخص کو گھر میں داخل نہ ہونے دے جسے اُس کا خاوند ناپسند کرتا ہو (یہ اس لیے ہے کہ غلط فہمیوں سے بچا جائے)۔

iv) جب بیوی کا معمول کی گھریلو ضروریات کے علاوہ کہیں اور جانے کا ارادہ ہو، تو اسے اپنے شوہر سے اجازت لینی چاہیے (یہ بھی اُن کے درمیان غلط فہمی سے بچنے کے لئے ہے)۔

v) بیوی کو اپنے شوہر کے خاندان والوں کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آنا چاہیے، اور اسی طرح خاوند کو بیوی کے خاندان والوں کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آنا چاہیے۔

vi) ایک مسلمان بیوی کو اپنے شوہر کے راز، عزت، وقار اور آپس کی رازداری کے معاملات کی حفاظت کرنی چاہیے۔ یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ خاوند کے مال کی حفاظت کرے، بچوں کی رہنمائی کرے، اور اس کے پیسوں، اُس کی چیزوں اور گھر کے سامان کو ہر ممکن حد تک ضائع نہ ہونے دے۔ نبیؐ نے فرمایا: "بیوی اپنے شوہر کے گھر اور اپنے بچوں کی محافظ ہے" (بخاری اور مسلم)۔

عورتوں/بیویوں کے حقوق

نبیؐ نے فرمایا: "خواتین کے بارے میں میرا مشورہ ہے، کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، کیونکہ اُنہیں پسلی سے پیدا کیا گیا ہے، اور پسلی کا اوپر کا حصہ سب سے زیادہ ٹیڑھا ہے۔ اگر اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے، تو اسے توڑ دو گے، اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ لٰہذا، خواتین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو" (بخاری اور مسلم)۔ **نبیؐ نے کہا،** "جو شخص بے رحم ہے وہ نیکی سے محروم ہے" (مسلم 2592)۔ نبیؐ نے یہ بھی کہا، "تم میں سے سب سے بہتر وہی ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے بہتر ہوں"۔

اسلام خواتین کے حقوق کے دفاع اور معاشرے میں اُن کی حیثیت کو بلند کرنے کے لئے آیا جو اُنہیں کسی دوسرے معاشرے میں میسر نہیں تھے۔ چودہ سو سال پہلے خواتین کے حقوق واضح کئے، اسلام نے ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے حقوق پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ عورت اور مرد حیثیت اور وقار میں برابر ہیں، اور یہ کہ عورت ہونے کی وجہ سے اُس کی حیثیت کم نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں، نبیؐ نے ایک اہم حکم واضح کیا، جب آپؐ نے فرمایا: "خواتین مرد ایک دوسرے کے جوڑی دار ہیں" (ترمذی 113)۔ آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو کہا: "میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ اپنی عورتوں کا خیال رکھنا" (بخاری 4890)۔ آپؐ نے اسے اپنے الوداعی حج کے خطبہ میں بھی دہرایا جب آپؐ نے لاکھ سے زیادہ مسلمانوں سے خطاب کیا۔ اسلام نے خواتین کو صرف زندگی کا حق ہی نہیں دیا، بلکہ اُن کے ساتھ بچپن سے اچھے سلوک کی تاکید کی۔ نبیؐ نے فرمایا: "جو بھی اپنی بیٹیوں کے ساتھ فیاضی سے پیش آتا ہے، وہ جہنم کی آگ سے اُن کے لیے ڈھال ہو نگی" (بخاری 5649)۔ نبیؐ نے فرمایا: ''اگر کسی شخص کے پاس بیٹی ہے، جسے وہ مناسب تعلیم دیتا ہے، اچھے آداب سکھاتا ہے... اسے دوگنا انعام ملے گا" (بخاری 4795)۔ نبیؐ نے ایک دن عورتوں کو مشورہ دینے کے لئے مختص کیا تھا، آپؐ اُنہیں یاد دہانی کراتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کرنے کا حکم دیتے (بخاری 101)۔

جب ایک لڑکی جوان اور بالغ ہو جاتی ہے (عام طور پر 12 سے 13 سال تک)، تو اسلام اسے اپنے لیے آئے ہوئے رشتہ کو قبول یا مسترد کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ اُسے کسی ایسے شخص کو قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جانا چاہیئے جسے وہ نہیں چاہتی۔ اسی طرح، نبیؐ کا فرمان ہے: "جو عورت پہلے سے شادی شدہ تھی، اسے اپنے سرپرستوں سے زیادہ اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق ہے۔ اور ایک کنواری سے بھی مشاورت کی جانی

چاہیے، اوراس کی خاموشی اس کی رضامندی ہے" (مسلم 1421)۔ آپؐ نے یہ بھی کہا کہ : "پہلے سے شادی شدہ عورت کا اس کے مشورہ کے بغیر نکاح نہ کیا جائے؛ اور کسی کنواری کی اُس کی رضامندی کے بغیر شادی نہ کی جائے''۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے نبیؐ، کنواری لڑکی کی رضامندی کا کیسے پتہ چلے گا۔ آپؐ نے فرمایا، اُس کی خاموشی (وہ اُس کی رضامندی ظاہر کرتی ہے)'' (بخاری 4843)۔

جب ایک عورت بیوی بنتی ہے، تو اسلام اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کا کہتا ہے، عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ شرافت اور رحمدلی کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح نبیؐ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو پینے کے لئے پانی دیتا ہے، تو اسے اس کا اجر ملے گا"۔ ایک حدیث میں آپؐ نے دعا کی اور کہا: "اے اللہ، میں اُس شخص کو گنہگار سمجھتا ہوں جو دو کمزوروں کے حقوق کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا، یعنی یتیم اور عورت"۔ اللہ آیت (4:19) میں کہتا ہے: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔ اور نہ یہ حلال ہے کہ اُنہیں تنگ کر کے اُس مہر کا کچھ حصہ اُڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔ ہاں اگر وہ کسی صریح بد چلنی کی مرتکب ہوں (تو ضرور تمہیں تنگ کرنے کا حق ہے) ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اُسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔

نبیؐ نے ہمارے لیے مثال قائم کی ہے، اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ رحمدلی، حُسنِ سلوک اور دستِ تعاون بڑھا کر۔ حدیث میں نبیؐ نے فرمایا، "ایمان والوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں بہترین ہیں، اور ان میں سے سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنے خاندان والوں کے ساتھ بہتر ہیں، اور میںؐ اپنے خاندان والوں کے ساتھ بہترین ہوں"۔ آپؐ اُن کے ساتھ کھیلتے، اُنہیں محظوظ کرتے، اُن کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے، ساتھ مل کے کھاتے، اور آپؐ گھر کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ جب آپؐ گھر آتے تھے تو گھر میں داخل ہونے والے تاریک بادل کی طرح نہیں تھے، بلکہ جیسے عائشہؓ کہتی تھیں، "اُنؐ کا ایک سورج ہے اور آسمان کا ایک سورج ہے"۔

مومنوں کی ماں عائشہؓ سے ترمذی میں روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ آپؐ کا اپنے خاندان والوں کے ساتھ وقت اُن کی خدمت میں صرف ہوتا۔ آپؐ بکریوں کا دودھ دوہتے، اپنے آپ کو دوسرے گھریلو کاموں کو سرانجام دینے، اور اپنے اہلِ خانہ کی مدد میں مصروف رکھتے، آپؐ اپنے جوتے اور اپنے کپڑوں کی مرمت خود کرتے۔

الاسود بن یزید سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عائشہؓ سے پوچھا: نبیؐ گھر میں کیا کرتے تھے؟ عائشہؓ نے جواب دیا، "آپؐ خود کو اپنے خاندان والوں کی خدمت کرنے میں مصروف رکھتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو آپؐ مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے چلے جاتے"۔

مکہ کے لوگوں میں ایک شادی شدہ جوڑے ابو زرع اور ام زرع کی محبت کی کہانی مشہور تھی۔ عربوں میں رواج ہے کہ وہ عزت دینے کے لیے کُنیت سے پکارتے ہیں جیسے اے فلاں کے والد، اے فلاں کی والدہ۔ نبیؐ نے ایک دفعہ عائشہؓ سے کہا کہ میری وفاداری اور محبت تمہارے لیے ابو زرع اور ام زرع کی طرح ہے۔ عائشہؓ نے جواب دیا کہ آپؐ مجھے اپنے والد اور ماں سے بھی زیادہ عزیز ہیں اور آپؐ ابو زرع اور ام زرع کی کہانی سے زیادہ وفادار اور محبت کرنے والے ہیں۔ میاں بیویوں کے معاملات پر عمل پیرا ہونے کے لئے یہ ایک ہمیشہ قائم رہنے والی زندہ مثال ہے۔

بیوی اپنی جائز ضروریات کے لئے اپنے کنجوس خاوند کے پیسے چورا سکتی ہے، جبکہ شوہر اُس کے پیسے پر حق نہیں رکھتا۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو سفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نبیؐ کے پاس آئیں اور کہا، اے اللہ کے رسولؐ، ابو سفیان ایک کنجوس شخص ہے، جو مجھ پر اور میرے بچوں پر ضرورت کے مطابق خرچ نہیں کرتا، لہٰذا میں اُسے بتائے بغیر اُس کے مال سے لے لیتی ہوں۔ کیا ایسا کرنے پر مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ نبیؐ نے فرمایا، "اُس کے مال میں سے ایک مناسب حساب سے لے لو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو" (یعنی وہ اپنے شوہر کی رضامندی کے بغیر صدقہ یا دوسروں کو اُس میں سے نہیں دے سکتی) (بخاری، 5049، مسلم، 1714)۔

شوہر کا فرض ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کی جائز ضروریات کو پورا کرے، جیسے اس سے محبت کرنا، اُس کی دیکھ بھال کرنا، اس کے لیے پوشاک کا بندوبست کرنا، اُس کی کھانے پینے کا بندوبست کرنا وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ شوہر نے اپنے اہل و عیال کی ساری ضروریات کو پورا کرنا ہوتا ہے، اس لیے اُسے بیوی پر فضیلت حاصل ہوتی ہے، یہ اُسے خاندان کا سربراہ بنا دیتی ہے۔ طلاق کی صورت میں بچوں کی پرورش والد کی ذمہ داری ہے۔ اللہ آیت (65:7) میں کہتا ہے: خوشحال آدمی اپنی خوشحالی کے مطابق نفقہ دے اور جس کو رزق کم دیا گیا ہو وہ اُسی مال میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے اُس سے زیادہ کا وہ اُسے مکلف نہیں کرتا۔ بعید نہیں کہ اللہ تنگ دستی کے بعد فراخ دستی بھی عطا فرما دے۔

اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نفرت کرتی ہے اور اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی ہے، تو اسلام نے اُسے اپنے شوہر سے خلع لینے کا حق دیا ہے۔ اسلام نکاح کے وقت شادی کی دستاویز میں عورت طلاق کا حق طلب کر سکتی ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ثابت ابن قیس کی بیوی نبیؐ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسولؐ، ثابت کے کردار یا اس کے دین میں کوئی خرابی نہیں ہے، لیکن میں اُسے ناپسند کرتی ہوں اور اس سے طلاق چاہتی ہوں۔ اگر میں اس کے ساتھ رہتی ہوں تو میں اُس کے ساتھ غیر اسلامی سلوک کر سکتی ہوں۔ اس پر نبیؐ نے کہا، "کیا تم وہ باغ واپس کر دو گی جو تمہارے خاوند نے تمہیں دیا تھا؟ اس نے کہا، "ہاں"۔ پھر اس نے باغ اپنے شوہر کو واپس کر دیا، اور نبیؐ نے ثابت کو اسے طلاق دینے کا حکم دیا۔

اس کے علاوہ، اسلام عورتوں کو مردوں کی طرح مالی آزادی فراہم کرتا ہے۔ لہذا، اس پر خرید و فروخت کرنے، کرایہ یا لیز پر دینے پر کوئی پابندی نہیں، اگر وہ ذہین اور عقلمند ہے (معاملات طے کر سکتی ہے)۔ اللہ آیت (4:6) میں کہتا ہے: پھر اگر تم اُن کے اندر اہلیت پاؤ تو اُن کے مال اُن کے حوالے کر دو۔ جب ام ہانی بنت ابو طالب نے ایک کافر کو پناہ دے دی، جبکہ ان کے بھائی علیؓ کا اسے قتل کرنے پر اصرار تھا، تو نبیؐ نے فیصلہ دیا اور کہا: **"اے ام ہانی، ہم بھی اس شخص کو پناہ دیں گے جنہیں تم نے پناہ دی ہے"**۔ لہٰذا، آپؐ نے انہیں اُس غیر مسلم کو پناہ دینے کا حق دیا جو قانون شکنی کی وجہ سے مطلوب تھا۔ آخر میں، نبیؐ نے مردوں کو مشورہ دیا کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے طریقہ سے رہو۔ اگر تم انہیں کسی وجہ سے ناپسند کرتے ہو، تو ہو سکتا ہے کہ شاید تم اُس چیز کو ناپسند کرتے ہو جس میں اللہ نے تمہارے لئے بہت اچھائی رکھی ہو۔ علماء نے مختلف احادیث کے مطالعے سے یہ اخذ کیا ہے:

1) مرد اُسے مہر اپنی حیثیت کے حساب سے دے گا۔

2) شادی بیاہ کے سارے خرچے دلہا اور اُس کے گھر والوں کو اُٹھانا چاہیے۔

3) اگر وہ کھانا بناتی ہے تو شوہر پر احسان کرتی ہے۔ اسی لیے اسلام ہمیں بیوی کے کھانے کی تعریف کرنے کو کہتا ہے اور نقص نکالنے سے منع کرتا ہے۔ اس پر مجھے مفتی منک کا وہ لطیفہ یاد آیا، جس میں ایک شخص مسجد میں گیا جہاں ایک عالم بیوی کے کھانے کی تعریف کرنے کی ترغیب دے رہا تھا۔ اُس نے فیصلہ کیا ہے کہ آج سے وہ اپنی بیوی کے کھانے کی تعریف کیا کرے گا۔ جب اُس کے سامنے کھانا چن دیا گیا، تو اُس نے مسکراتے ہوئے لقمہ منہ میں ڈالا اور کہا: ''بہت مزیدار کھانا ہے''۔ اس پر اُس کی بیوی کا پارہ چڑھ گیا اور کہنے لگی: ''میں

چالیس سال سے تمہارے لیے کھانا پکا رہی ہوں، تم نے میرے کھانے کی کبھی تعریف نہیں کی، آج جب کھانا ہمسایوں کے گھر سے آیا ہے تم نے تعریفوں کے پل باندھ دیئے!!!

4)ہمیں اُنہیں بلا وجہ نہیں ڈانٹنا چاہیئے، کیونکہ وہ ہمارا دوسرا نصف ہیں۔

5)اگر وہ بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے، تو وہ شوہر پر احسان کرتی ہے۔

6)اس کا حق ہے کہ اگر وہ چاہے تو اُسے الگ رہائش مہیا کی جائے۔

7)اگر وہ اُس کے والدین کی خدمت کرتی ہے، تو اُس پر احسان کرتی ہے۔

8)اگر خاوند کنجوس ہے تو وہ اپنے اور اپنے بچوں کی ضرورت کے لیے اُس کے پیسے چرا سکتی ہے، جبکہ خاوند نہیں چرا سکتا۔

9) نبیؐ نے فرمایا تھا کہ اماں حوا آدمؑ کی پسلیوں سے پیدا کی گئی، جس طرح پسلیاں ٹیڑھی ہوتی ہیں اسی طرح عورتیں بھی۔ اُن کو سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرنا وہ ٹوٹ جائیں گی (یعنی اُن کی شوخی اور چنچل پن ختم ہو جائے گا اور اُس کے لیے ہم جوابدہ ہوں گے)، اُنھیں اُسی طرح قبول کرو۔

10)شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کے گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹائے۔ نبیؐ اپنے خاندان کے گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے، وغیرہ...

11)مردوں کو اپنے والدین اور اپنے بیوی بچوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

12)جب عورت بیوہ یا مطلقہ ہوتی ہے، تب وہ باپ یا بھائی کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔

یہ سب کچھ لکھنے کے بعد، میں سوچ رہا تھا کہ عورتیں اپنے حقوق کے لیے کیوں جلوس نکال رہی ہیں، جو کچھ اب تک ہم نے پڑھا ہے یہ اُلٹ ہونا چاہیے تھا۔ مردوں کی دل جوئی کے لئے میں انہیں بتا سکتا ہوں کہ نبیؐ کے ساتھیوں نے بھی نبیؐ سے شکایت کی تھی کہ عورتیں باغی ہو گئی ہیں۔ اپنے مضمون کو میں مفتی منک کے دوسرے لطیفہ پر ختم کروں گا۔ ایک شخص مسجد میں لیکچر سن کر گھر آیا اور بیگم کو کہنے لگا "ڈارلنگ میں تمہیں اُٹھانا چاہتا ہوں"۔ بیگم بولی دیکھ لو میں بھاری ہوں۔ خاوند کہنے لگا پروا نہیں، اُٹھانا ہے۔ جب اُس نے اُسے اُٹھا لیا، تو بیوی بولی آج تمہیں کیا سوجھی۔ خاوند کہنے لگا، میں مسجد گیا تھا، وہاں عالم کہہ رہا تھا کہ قیامت والے دن ہر ایک نے اپنا بوجھ خود اُٹھانا ہے؟؟؟ اے مرد حضرات، انہیں خوش رکھو تا کہ وہ قیامت کے دن ہمارے لئے

بہت زیادہ بوجھ ثابت نہ ہوں؟ مرد حضرات، یہ وہ ذمہ داری ہے جس کی وجہ سے نبیؐ نے فرمایا، اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو کہتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اسی لیے اسلام میں خواتین کو دبانے کے تمام پروپیگنڈوں کے باوجود، مذکورہ حقائق کی وجہ سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کی طرف لوٹنے والوں میں دو تہائی خواتین ہیں۔

اے مسلمانو، ایک معاشرتی عمارت کی بنیادی اینٹ میاں بیوی ہیں۔ اسی لیے اسلام میاں بیوی کے درمیان اچھے تعلقات پر بہت زور دیتا ہے۔ اس کا ثمر یہ ہوگا کہ اچھی عادات کا اثر بچوں اور بالعموم معاشرے پر پڑیگا۔ ایک حدیث میں نبیؐ نے ہمیں بتایا تھا کہ شیطان کی نظر میں سب سے پسندیدہ عمل (بد عملی) میاں بیوی کے درمیان نفاق ڈالنا ہے۔ بلڈنگ کے بنیادی بلاک کی بربادی بالآخر معاشرہ کی بربادی کا سبب بنتی ہے۔ ایک بار کسی نے عائشہؓ سے پوچھا کہ نبیؐ گھر پر کیسے تھے۔ آپؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہؐ بہت نرم مزاج اور نرم خو تھے۔ آپؐ ہمیشہ مسکراتے اور اپنے گھر میں خوش رہتے۔ آپؐ گھریلو کاموں میں اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے، آپؐ خود اپنے کپڑے سیتے، اپنے جوتوں کی مرمت کرتے، بکری کا دودھ دوہتے وغیرہ"۔